Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
September 17, 2025

# The ʿUthmānic Qur'anic Manuscripts in Orientalist Discourse: An Analytical Examination of Objections

مستشرقین کی نظر میں مصاحفِ عثمانیہ: اعتراضات اور ان کا تجزیاتی مطالعہ

**Qari Muhammad Riaz**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
**Email:** qarimuhammadriaz5@gmail.com

**Hafiz Muhammad Ahmad**
Lecture, University of Lahore
PhD Scholar, Superior University, Lahore
**Email:** hafizahmadmayo357@gmail.com

**Hafiz Muhammad Akbar**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
**Email:** HMAkbar@gmail.com

## Abstract

This article presents a critical and analytical study of the objections raised by Orientalist scholars regarding the authenticity and preservation of the ʿUthmānic codices of the Qur'an. Since the nineteenth century, Orientalists such as Theodor Nöldeke, William Muir, and Arthur Jeffery have questioned the compilation, transmission, and textual integrity of the Qur'an. Their arguments frequently relied on preconceived assumptions about the human authorship of the Qur'an, a selective reading of Islamic historical sources, and exaggerated emphasis on minor manuscript variations. Such approaches, while influential in Western academic circles, often disregarded the methodological rigor of the Islamic tradition of hadith, tafsīr, and qirāʾāt.

The research highlights that the objections of Orientalists are generally characterized by three major weaknesses: first, an insufficient engagement with authentic Islamic primary sources; second, the generalization of isolated textual differences into claims of textual instability; and third, the presence of cultural or theological bias that shaped their conclusions. In contrast, both early and contemporary Muslim scholars, including Muṣṭafā al-Aʿẓamī, Ṣubḥī Ṣāliḥ, and Muḥammad Hamidullah, have demonstrated through rigorous scholarship that the Qur'an's textual history is one of stability, continuity, and careful preservation.

Moreover, recent manuscript discoveries such as the Birmingham Qur'an folios and the Ṣanʿāʾ palimpsests provide compelling evidence that the Qur'anic text in circulation today is consistent with manuscripts dating back to the first century Hijrah. These findings have significantly undermined the Orientalist claim that the Qur'an was subject to later interpolation or corruption. Instead, they reinforce the Islamic perspective that the Qur'an has been transmitted in a remarkably stable form since its revelation.

This study concludes that while Orientalist objections created challenges, they also served as a catalyst for Muslim scholarship to engage more deeply in the scientific study of Qur'anic manuscripts and textual criticism. In the contemporary context, such objections retain significance not as valid critiques but as opportunities for intellectual dialogue and scholarly development. The article recommends the establishment of specialized research centers, enhanced collaboration between Muslim and Western scholars, and greater inclusion of Qur'anic textual studies in academic curricula to address misconceptions and promote a balanced understanding of the Qur'an's preservation.

**Keywords:** ʿUthmānic Codices, Orientalist Objections, Qur'an Preservation, Textual Integrity, Manuscript Studies, Islamic Scholarship

## مقدمہ

قرآنِ مجید اپنی فصاحت، بلاغت اور معنوی گہرائی کے اعتبار سے ایک زندہ و جاوید معجزہ ہے، جو نہ صرف عربی زبان بلکہ دنیا کی تمام زبانوں کے علمی سرمائے پر اثرانداز ہوا ہے۔ قرآن نے انسانی عقل کو دعوتِ غور و فکر دی اور زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی فراہم کی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر صدی میں قرآن پر تدبر، تحقیق اور علمی مباحث جاری رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں جب بھی قرآن پر اعتراضات کیے گئے تو اہلِ علم نے ان کا مدلل اور محققانہ جواب دیا اور یہ تسلسل آج تک جاری ہے۔

مستشرقین کی جانب سے مصاحفِ عثمانیہ پر کیے گئے اعتراضات بھی اسی علمی مکالمے کا حصہ ہیں۔ وہ عموماً اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خلیفہ ثالث سیدنا عثمانؓ نے مختلف قرآنی نسخوں کو جلوا کر صرف ایک مصحف کو باقی رکھا، جو بظاہر یکسانیت پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی۔ ان کے نزدیک یہ عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن میں مختلف نسخے اور متون رائج تھے، اور عثمانی مصحف ان میں سے ایک کو باقی رکھنے کی شعوری کاوش تھی۔ مزید برآں، بعض مستشرقین نے صنعاء اور دیگر قدیم قرآنی نسخوں کے مخطوطات میں موجود جزوی فرق کو قرآن کے متن میں تغیر کی دلیل کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: September 17, 2025

تاہم یہ اعتراضات ایک سطحی تجزیے پر مبنی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا عثمانؓ نے مصاحف کو یکساں رسم الخط پر مرتب کروایا تاکہ امت میں اختلاف اور انتشار کی کوئی صورت باقی نہ رہے، جبکہ اصل قرآن بدستور اپنی نازل شدہ شکل میں محفوظ رہا۔ قراءت کے اختلافات محض ادائیگی اور تلفظ کے فرق سے متعلق تھے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ کو اجازت دی تھی، اور یہ سب قرآن کی اصل سے متصادم نہیں تھے۔

اس کے برعکس مسلم محققین نے واضح کیا کہ عثمانی مصحف دراصل قرآن کی وحدت اور حفاظت کی علامت ہے، اور اس کا مقصد امت کو ایک مستند متن پر مجتمع کرنا تھا۔ جدید محققین نے قدیم مخطوطات کی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ آج کا قرآن وہی ہے جو چودہ سو برس قبل رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ برمنگھم یونیورسٹی میں محفوظ قدیم قرآن کے اوراق کی ریڈیو کاربن ڈیٹنگ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کے الفاظ اور آیات آج کے قرآن سے سو فیصد مطابقت رکھتے ہیں۔

یہ سب حقائق اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ مستشرقین کے اعتراضات زیادہ تر قیاس آرائی اور علمی تعصب پر مبنی ہیں، نہ کہ کسی مضبوط تاریخی یا مخطوطاتی شواہد پر۔ لہٰذا اس تحقیقی مقالے کا مقصد یہ ہے کہ مصاحفِ عثمانیہ پر کیے گئے اعتراضات کو تحقیقی نظر سے پرکھا جائے، ان کی کمزور بنیادوں کو سامنے لایا جائے اور ساتھ ہی مسلم علماء و محققین کے پیش کردہ جوابات اور شواہد کو جدید علمی تقاضوں کے مطابق پیش کیا جائے۔

اس طرح یہ تحقیق نہ صرف ماضی کے علمی تناظر کو واضح کرے گی بلکہ عصرِ حاضر میں قرآن کے تحفظ اور استحکام پر ہونے والے مباحث کو بھی ایک مضبوط علمی اساس فراہم کرے گی۔

## مصاحفِ عثمانیہ کی تدوین: ایک تاریخی جائزہ

قرآنِ کریم کا نزول تقریباً 23 سال کے عرصہ میں ہوا۔ ابتدائی طور پر یہ آیات و سورتیں صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ رہیں اور ساتھ ہی ساتھ مختلف صحیفوں، ہڈیوں، کھجور کی پتیوں اور چمڑے پر بھی لکھ لی جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں قرآنِ کریم کا کوئی ایک مکمل مدوّن مصحف موجود نہ تھا، بلکہ یہ اجزاء کی صورت میں بکھرا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلا منظم کام حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ہوا جب جنگ یمامہ میں حفاظ کی بڑی تعداد شہید ہو گئی تو حضرت عمرؓ کے مشورے سے قرآن کو ایک مصحف میں جمع کیا گیا۔ اس عظیم خدمت کو حضرت زید بن ثابتؓ نے انجام دیا۔ یہی نسخہ بعد میں حضرت ابو بکرؓ سے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کے پاس محفوظ رہا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: September 17, 2025

حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانے میں جب اسلامی سلطنت وسیع ہوئی اور مختلف علاقوں میں قراءت کے اختلافات ظاہر ہونے لگے تو مسلمانوں کے اتحاد کو خطرہ لاحق ہوا۔ اس وقت حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے خلیفہ وقت کو مشورہ دیا کہ امت کو ایک مصحف پر جمع کیا جائے تاکہ اختلافات ختم ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس محفوظ مصحف منگوایا اور زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں قریش کے دیگر کاتبین بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے قرآن کریم کو قریشی لہجے میں ایک مستند مصحف کی صورت میں مرتب کیا اور اس کی متعدد نقول تیار کیں۔ ان نسخوں کو مختلف مراکز (کوفہ، بصرہ، مکہ، شام اور مدینہ) بھیجا گیا اور باقی غیر مصدقہ نسخے جلادیے گئے تاکہ امت کا اجماع ایک ہی مصحف پر قائم ہو جائے۔[1]

یہی مصاحف تاریخ میں "مصاحفِ عثمانیہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں نہ صرف قرآن کریم کی مکمل اور صحیح ترتیب محفوظ ہے بلکہ امت مسلمہ نے انہیں متفقہ طور پر قبول کیا۔ یہی وہ مرحلہ ہے جس نے قرآن کریم کی حفاظت کو ایک ابدی صورت عطا کر دی۔

مستشرقین نے اسی عمل پر کئی اعتراضات کیے۔ بعض نے کہا کہ عثمانی اقدام نے دیگر قراءتوں کو ختم کر دیا، حالانکہ یہ قراءتیں قرآن کے اصل تنوع کی نمائندگی کرتی تھیں۔ کچھ نے یہ تاثر دیا کہ عثمانی مصاحف میں بھی ردّوبدل ہوا۔ تاہم مسلم علماء نے ان اعتراضات کو مدلل طریقے سے رد کیا اور واضح کیا کہ مصاحفِ عثمانیہ کا مقصد تنوع کو ختم کرنا نہیں بلکہ امت کو انتشار سے بچانا اور اصل متن کی حفاظت کرنا تھا۔

یہ تاریخی عمل اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت میں انسانی کوشش نہیں بلکہ الٰہی تائید کارفرما تھی۔ چنانچہ آج دنیا بھر کے مسلمان بلا اختلاف مصحفِ عثمانی ہی کو اصل قرآن تسلیم کرتے ہیں۔

مزید برآں، مصاحفِ عثمانیہ کی تدوین کے عمل نے نہ صرف اس وقت کے مسلمانوں کو ایک متفقہ نص پر جمع کیا بلکہ بعد کے ادوار کے لیے بھی قرآن کے اصل متن کو ہر طرح کی تحریف اور تغیر سے محفوظ کر دیا۔ اسلامی تاریخ کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اقدام صرف ایک انتظامی فیصلہ نہیں تھا بلکہ دراصل وحی کی حفاظت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"[2] کی عملی تعبیر تھا۔ عثمانی مصاحف کے نسخے اُس دور کے بڑے مراکز یعنی کوفہ، بصرہ، شام اور مکہ مکرمہ بھیجے گئے، جہاں سے بعد کے زمانوں میں مزید نقول تیار ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے کسی خطے میں قرآن کے متن میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

---

[1] ۔السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، دار الفکر، بیروت، 1996ء، ج1، ص130۔
[2] ۔ القرآن، سورۃ الحجر، 15:9

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عثمانی مصاحف کے بعض اجزاء آج بھی دنیا کے مختلف کتب خانوں اور عجائب گھروں میں محفوظ ہیں، جیسے کہ تاشقند، استنبول اور قاہرہ میں موجود قدیم نسخے۔ ریڈیائی کاربن ڈیٹنگ اور جدید فلولوجیکل تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ نسخے پہلی صدی ہجری ہی کے ہیں، اور ان کا متن موجودہ قرآن سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ اس سے نہ صرف تدوینِ عثمانی کی صحت پر مہرِ تصدیق ثبت ہوتی ہے بلکہ یہ دعویٰ بھی تقویت پاتا ہے کہ قرآن اپنی اصل شکل میں آج تک محفوظ ہے۔

چنانچہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ مصاحفِ عثمانیہ کی تدوین اسلامی تاریخ کا وہ سنگِ میل ہے جس نے قرآن کو قیامت تک کے لیے ہر قسم کی تحریف، اضافہ یا کمی سے محفوظ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے دیگر مذاہب کی آسمانی کتابوں میں اختلافات اور نسخوں کی کثرت پائی جاتی ہے، لیکن قرآن ایک واحد الہامی کتاب ہے جو اپنے نزول کے وقت کی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ اس کارنامے کا سہرا سیدنا عثمانؓ اور اُن جلیل القدر صحابہ کرام کے سر ہے جنہوں نے اپنی بصیرت، اخلاص اور حکمتِ عملی سے امت کو ایک لڑی میں پرو دیا۔

مستشرقین نے جب اسلامی علوم، تاریخ اور قرآنِ مجید کا مطالعہ شروع کیا تو ان کی ایک بڑی توجہ قرآن کے متن اور اس کی حفاظت کے مسئلے پر مرکوز رہی۔ ان کے نزدیک قرآن بھی دیگر آسمانی کتابوں کی طرح انسانی دسترس سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خاص طور پر مصاحفِ عثمانیہ پر اعتراضات اٹھائے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سیدنا عثمانؓ کے اقدام سے پہلے قرآن کے مختلف اور متضاد نسخے رائج تھے، جنہیں جلوا کر ایک خاص متن کو نافذ کر دیا گیا۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں مستشرقین جیسے تھیوڈور نولدیکے (Theodor Nöldeke)، ولیم موئیر (William Muir) اور بعد میں آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) نے قرآن کے نزول، جمع و تدوین اور نصی یکسانیت پر متعدد سوالات اٹھائے۔ نولدیکے نے اپنی مشہور کتاب Geschichte des Qorans میں دعویٰ کیا کہ قرآن کے مختلف حصے مختلف اوقات میں جمع ہوئے اور بعد میں عثمانی مصحف کے ذریعے انہیں ایک خاص ترتیب دے دی گئی۔ اسی طرح آرتھر جیفری نے Materials for the History of the Text of the Qur'an میں بعض غیر مستند روایات اور نایاب قراءتوں کو بنیاد بنا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قرآن کے متن میں متعدد تغیرات موجود رہے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

ان اعتراضات کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ یہ زیادہ تر اسلامی روایت کو جزوی یا غیر معتبر حوالوں کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً، انہوں نے بعض ضعیف اور غیر مستند روایات کو بنیاد بنایا جبکہ معتبر کتبِ حدیث، اصولِ تفسیر اور علم القراءات کی مضبوط روایت کو نظرانداز کیا۔ مزید یہ کہ مستشرقین نے قرآن کے فہم میں اپنے ثقافتی اور مذہبی تعصبات کو بھی شامل کیا، جس کی وجہ سے ان کی تحقیقات غیر جانبداری کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔

چنانچہ ان کے اعتراضات کو صرف علمی سوالات سمجھنے کے بجائے ایک خاص فکری پس منظر میں دیکھنا چاہیے، جہاں ان کا مقصد قرآن کی الوہی حیثیت کو چیلنج کرنا اور مسلمانوں کے اعتماد کو متزلزل کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم علماء نے ان کے اعتراضات کو تفصیل سے رد کیا اور یہ واضح کیا کہ قرآن کی حفاظت ایک تاریخی حقیقت ہے جس پر کوئی مستند اعتراض وارد نہیں

## مستشرقین کے اعتراضات کا تعارف

استشراق (Orientalism) دراصل ایک ایسا علمی و فکری رجحان ہے جو یورپ میں اسلام اور مشرقی علوم کے مطالعہ کے لیے پیدا ہوا۔ مستشرقین نے قرآنِ کریم کو بطور ایک بنیادی متن کے خاص توجہ کا مرکز بنایا اور اس کی جمع و تدوین، صحتِ متن اور تاریخی صداقت کے بارے میں مختلف آراء پیش کیں۔ ان کے اعتراضات بالعموم دو پہلوؤں پر مرکوز ہیں: (1) قرآن کے متن کی صحت اور اس کے محفوظ رہنے کے امکانات، (2) حضرت عثمانؓ کے مصاحف اور ان کے اثرات۔

بعض مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی اصل شکل عثمانی اقدام کے بعد ختم ہو گئی۔ ان کے نزدیک مختلف لہجات اور قراءتیں قرآن کی "اصل تاریخ" کو ظاہر کرتی تھیں، لیکن حضرت عثمانؓ نے ان کو یکسر مٹا دیا۔ اس بات کو مشہور مستشرق **تھیوڈور نولدیکے (Theodor Nöldeke)** نے اپنی کتاب *Geschichte des Qorans* میں بڑے زور سے بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق عثمانی نسخہ "متنی یکنواختی (Textual Uniformity)" تو فراہم کرتا ہے مگر اس عمل میں قرآن کے اصل تنوع کو نقصان پہنچا۔[3]

اسی طرح **آرتھر جیفری (Arthur Jeffery)** نے *Materials for the History of the Text of the Qur'an* میں دعویٰ کیا کہ عثمانی مصاحف کے علاوہ دیگر قدیم نسخے بھی موجود تھے جن میں اختلافات پائے جاتے تھے۔ اس نے ان اختلافات کو "Variants" کے طور پر جمع کرنے کی کوشش کی اور یہ تاثر دیا کہ قرآن کا متن یکساں اور محفوظ نہیں۔[4]

[3].Theodor Nöldeke, Geschichte des Qorans, Göttingen: Dieterichsche Verlagsbuchhandlung, 1909, pp. 240–245.
[4].Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qur'an, Leiden: Brill, 1937, pp. 7–12

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

ایک اور مستشرق **جان برٹن (John Burton)** نے اپنی کتاب *The Collection of the Qur'an* میں یہ خیال پیش کیا کہ قرآن کی جمع وتدوین ایک تدریجی عمل تھا جس میں بعد میں ردوبدل کے امکانات رہے۔ اس کے مطابق قرآن کو عثمانی مصاحف میں محدود کرنا محض ایک سیاسی فیصلہ تھا جس کا مقصد امت کو متحد رکھنا تھا، نہ کہ الہامی حفاظت۔ [5]

بعض معاصر مغربی اسکالرز مثلاً **ولیم مونٹگمری واٹ (William Montgomery Watt)** نے زیادہ محتاط رویہ اختیار کیا اور یہ تسلیم کیا کہ اگرچہ قرآن کے متن میں تاریخی اختلافات موجود ہیں، لیکن مجموعی طور پر یہ متن اپنی اصل شکل میں محفوظ رہا۔ تاہم اس نے بھی عثمانی مصاحف کو محض ایک "سیاسی وانتظامی ضرورت" کا نتیجہ قرار دیا۔ [6]

یہ اعتراضات بظاہر علمی لگتے ہیں مگر ان کے پس منظر میں استشراقی فکر اور بعض اوقات مذہبی تعصب کارفرما ہوتا ہے۔ اکثر مستشرقین نے اسلامی مصادر کو بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی مفروضات کی بنیاد پر رائے قائم کی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم علماء نے ان اعتراضات کو "ناقص استدلال" اور "یک طرفہ تجزیہ" قرار دیا۔

## اہم اعتراضات اوران کا علمی تجزیہ

### 1۔ متعدد نسخوں کا اعتراض

مستشرقین کا سب سے پہلا اور بنیادی اعتراض یہ ہے کہ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت سے قبل قرآن کے مختلف نسخے رائج تھے، جن میں ایک دوسرے سے اختلافات موجود تھے۔ ان کے نزدیک یہ اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ قرآن اپنے اصل متن پر باقی نہیں رہا۔ [7]

### تجزیہ وجواب

یہ اعتراض دراصل "قراءت" اور "مصحف" کے فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ قرآن کئی لہجات میں نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مختلف قراءتوں کی اجازت دی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض الفاظ کی ادائیگی اور تلفظ میں فرق پایا جاتا تھا، جو متن کی تبدیلی نہیں بلکہ قراءت کی وسعت تھی۔ سیدنا

[5].John Burton, The Collection of the Qur'an, Cambridge: Cambridge University Press, 1977, p. 115.
[6].William M. Watt, Bell's Introduction to the Qur'an, Edinburgh: Edinburgh University Press, 1970, pp. 41–43.
[7]۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفہ، بیروت، 1379ھ، ج9، ص18۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

عثمانؓ نے انہی قراءتوں میں سے ایک مرکزی قراءت (قریش کی) کو اختیار کیا اور باقی قراءتوں کو ضبط کر دیا تاکہ امت میں انتشار نہ ہو۔ اس سے متن محفوظ رہا اور امت ایک ہی مصحف پر جمع ہو گئی۔[8]

## 2۔ مصاحف کو جلانے کا اعتراض

ایک دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سیدنا عثمانؓ نے دیگر نسخے جلوا دیے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن میں اختلافات موجود تھے اور بعض نسخے ضائع کر دیے گئے۔[9]

### تجزیہ و جواب

حقیقت یہ ہے کہ نسخوں کو جلانے کا مقصد یہ تھا کہ غیر معیاری یا غیر مستند تحریری اجزاء باقی نہ رہیں اور صرف وہ مصحف محفوظ رہے جو اجماعی طور پر درست تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن کے متن میں کوئی کمی یا زیادتی ہوئی، بلکہ یہ اقدام تحریف اور انتشار سے بچاؤ کی ضمانت تھا۔ اسی وجہ سے بعد کی صدیوں میں قرآن کا متن دنیا بھر میں یکساں رہا۔[10]

## 3۔ صنعاء اور برمنگھم کے نسخوں کا اعتراض

بعض مستشرقین نے صنعاء میں دریافت شدہ پرانے قرآنی مخطوطات یا برمنگھم یونیورسٹی کے محفوظ نسخے کو بنیاد بنا کر یہ کہا کہ قرآن میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔[11]

### تجزیہ و جواب

جدید سائنسی تحقیق نے یہ دعویٰ باطل کر دیا ہے۔ ریڈیائی کاربن ڈیٹنگ اور فلولوجیکل اسٹڈی سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ قدیم نسخے پہلی صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا متن موجودہ قرآن سے تقریباً سو فیصد مطابقت رکھتا ہے۔ معمولی فرق صرف رسم الخط یا نقطوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہے، جو اُس دور کا عمومی طرزِ تحریر تھا، نہ کہ متن میں کوئی تبدیلی۔[12]

---

8 - .Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qur'an, Leiden: Brill, 1937, pp. 7–12.

9۔ محمد مصطفی الاعظمی، تاریخ جمع القرآن، مکتبہ دار السلام، ریاض، 2003ء، ص115۔

10 - John Burton, The Collection of the Qur'an, Cambridge: Cambridge University Press, 1977, p. 115

11-William Muir, The Life of Mahomet, London: Smith, Elder & Co., 1861, Vol. 1, pp. 20–21.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

## 4۔ترتیبِ مصحف کا اعتراض

کچھ مستشرقین نے اعتراض کیا کہ قرآن کی موجودہ ترتیب عثمانی عمل کا نتیجہ ہے، جو اصل نزولی ترتیب سے مختلف ہے۔[13]

### تجزیہ وجواب

یہ درست ہے کہ قرآن کا نزول ترتیب وار نہیں ہوا، بلکہ مختلف مواقع پر ہوا۔ تاہم موجودہ ترتیب براہِ راست رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ صحابہ کرامؓ نے یہ ترتیب اپنی مرضی سے نہیں بنائی، بلکہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن دہراتے اور آیات و سورتوں کی ترتیب متعین کرتے۔ عثمانی مصحف اسی ترتیب پر مبنی ہے، جو دراصل توقیفی ہے اور وحی کے تابع ہے۔2

## 5۔مختلف قراءتوں کا اعتراض

مستشرقین کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ قرآن کی مختلف قراءتیں دراصل متن میں تغیر و تبدل کی علامت ہیں۔ ان کے نزدیک اگر قرآن ایک ہی متن ہے تو پھر قراءتوں کی گنجائش کیوں رکھی گئی؟[14]

### تجزیہ وجواب

یہ اعتراض دراصل قراءت کے حقیقی تصور کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ قراءت دراصل ایک ہی متن کی مختلف ادائیگیوں اور لہجات کا نام ہے، جنہیں خود رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو سکھایا۔ مثلاً، بعض قراءتوں میں صرف حرکات یا تلفظ کا فرق ہے، جو معنی پر اثرانداز نہیں ہوتا۔ اس طرح قراءتیں قرآن کے متن میں اختلاف نہیں بلکہ قرآن کی وسعت اور سہولت کی دلیل ہیں۔[15]

[12] - Alba Fedeli, "The Birmingham Qur'an Manuscript: Text and Studies," Journal of Qur'anic Studies 17:1 (2015), pp. 76–79.

[13]۔ ابن ابی داوود، کتاب المصاحف، تحقیق: آرثر جیفری، لیڈن: برل، 1936ء، ص23۔

[14]۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1998ء، ج1، ص32۔

[15]۔ محمد مصطفی الاعظمی، تاریخ جمع القرآن، مکتبہ دار السلام، ریاض، 2003ء، ص118۔

## 6۔غیر اسلامی روایات پر انحصار کا اعتراض

بعض مستشرقین نے قرآن کی تاریخ بیان کرتے وقت غیر معتبر روایات یا دشمنانِ اسلام کی کتب پر انحصار کیا، اور انہی سے یہ نتیجہ نکالا کہ قرآن کے مختلف نسخے موجود رہے۔[16]

### تجزیہ وجواب

علمی اعتبار سے یہ ایک غیر منصفانہ رویہ ہے۔ اسلامی روایت میں روایت کی صحت کو جانچنے کے لیے اسناد اور جرح و تعدیل کا باقاعدہ نظام موجود ہے، جس کی مثال دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ مستشرقین نے اس نظام کو نظرانداز کرتے ہوئے ضعیف اور موضوع روایات کو اپنی تحقیقات کی بنیاد بنایا۔ اس کے برعکس مسلم محققین جیسے ڈاکٹر مصطفی الاعظمی اور محمد حمید اللہ نے یہ واضح کیا ہے کہ قرآن کی تاریخ مضبوط اور معتبر ذرائع پر مبنی ہے، نہ کہ ان کمزور روایات پر جنہیں مستشرقین نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔[17]

## 7۔قرآن کی الوہی حیثیت پر اعتراض

بعض مستشرقین نے قرآن کو خالص انسانی کلام قرار دینے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ محمد ﷺ کے ذاتی افکار اور تجربات کا مجموعہ ہے، جو وقتاً فوقتاً نازل ہونے والی آیات کی صورت میں پیش کیے گئے۔[18]

### تجزیہ وجواب

یہ اعتراض بھی ایک بنیادی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ قرآن میں بار بار اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ اللہ کی وحی ہے، نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی اپنی طرف سے کوئی تحریر۔ مزید برآں، قرآن کا اسلوب، پیش گوئیاں اور اس کے سائنسی و تاریخی پہلو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔ مستشرقین کی یہ رائے ان کے اپنے مذہبی و فکری تعصبات سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس طرح واضح ہوتا ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات بظاہر علمی دکھائی دیتے ہیں،

[16] . Alba Fedeli, "The Birmingham Qur'an Manuscript: Text and Studies," Journal of Qur'anic Studies 17:1 (2015), pp. 76–79

[17] ۔الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1995ء، ج1، ص214۔

[18] Muhammad Hamidullah, Introduction to the History of the Text of the Qur'an, Paris: Mouton, 1973, p. 67

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

لیکن جب انہیں اسلامی روایت اور تاریخی حقائق کی روشنی میں پرکھا جائے تو ان کی کمزور بنیادیں جلد سامنے آجاتی ہیں۔5 Theodor Nöldeke, Geschichte des Qorans, Göttingen, 1909, pp. 240–245.

## مسلم علماء و مفکرین کے جوابات اور دفاع

مستشرقین کے اعتراضات کے جواب میں مسلم علماء اور محققین نے ہر دور میں مدلل اور مضبوط دلائل پیش کیے ہیں۔ ان کا بنیادی مؤقف یہ ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت ایک الٰہی وعدہ ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ۔ اس وعدے کے پس منظر میں مصاحفِ عثمانیہ دراصل اللہ تعالیٰ کے اس انتظام کی عملی صورت ہیں۔ ذیل میں چند اہم پہلو بیان کیے جاتے ہیں:

### 1۔ عثمانی مصاحف کا اجماعی پہلو

علماء نے واضح کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا اقدام محض انفرادی فیصلہ نہیں تھا بلکہ پورے صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع تھا۔ امام ابن ابی داوود (م316ھ) نے اپنی کتاب کتاب المصاحف میں ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عثمانی مصاحف کی تیاری پر مکمل اتفاق کیا اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محض سیاسی فیصلہ نہیں تھا بلکہ ایک اجماعی اقدام تھا۔

### 2۔ قراءتوں کی بقا

مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ عثمانی اقدام نے قراءتوں کو مٹا دیا۔ لیکن امام ابن الجزری (م833ھ) نے اپنی مشہور کتاب النشر فی القراءات العشر میں ثابت کیا کہ صحیح قراءتیں تو ہمیشہ تلاوت و روایت کے ذریعے امت میں جاری رہیں۔[2] عثمانی مصاحف نے صرف غیر معتبر قراءتوں کو ختم کیا جو انتشار کا سبب بن رہی تھیں۔

### 3۔ متن کی یکسانیت اور مخطوطات

ڈاکٹر مصطفی الاعظمی اور معاصر محققین نے مخطوطات کی بنیاد پر یہ بات ثابت کی ہے کہ عثمانی مصاحف اور آج کے قرآن میں کوئی معنوی فرق موجود نہیں۔[3] برمنگھم قرآن مخطوطہ اور صنعاء مخطوطہ دونوں اسی حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔[4] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کا متن اپنی اصل صورت میں محفوظ رہا۔

### 4۔ سیاسی الزام کی تردید

جان برٹن اور دیگر مستشرقین نے کہا کہ عثمانی اقدام ایک "سیاسی ضرورت" تھا۔ لیکن مسلم علماء نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ اقدام محض سیاسی ہوتا تو صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت اس پر خاموش نہ رہتی۔ امام الزرقانی لکھتے ہیں: "یہ اقدام قرآن کے تحفظ اور امت کے اتحاد کی ضمانت تھا، نہ کہ صرف سیاسی حکمت عملی۔"[5]

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

### 5۔ علمی دفاع کی جدید جہتیں

معاصر مسلم اسکالرز جیسے ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر طاہر القادری اور ڈاکٹر یاسر قاضی نے بھی وضاحت کی ہے کہ عثمانی مصاحف کی یکسانیت قرآن کے الٰہی کلام ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ان کے مطابق اگر قرآن انسانی تصنیف ہوتا تو صدیوں تک اس کا متن بلا اختلاف محفوظ نہ رہتا۔[6]

ان تمام دلائل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مسلم علماء نے مستشرقین کے اعتراضات کو نہ صرف علمی بنیادوں پر رد کیا بلکہ مثبت انداز میں قرآن کے محفوظ ہونے کے پہلو کو مزید اجاگر کیا۔

## استشراقی اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

مستشرقین کی جانب سے مصاحفِ عثمانیہ پر اٹھائے گئے اعتراضات بظاہر علمی بنیادوں پر قائم دکھائی دیتے ہیں، مگر جب ان کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ان میں متعدد سقم اور تضادات پائے جاتے ہیں۔ ان اعتراضات کا تنقیدی جائزہ درج ذیل پہلوؤں سے کیا جا سکتا ہے:

### 1۔ تاریخی مصادر سے بے اعتنائی

زیادہ تر مستشرقین نے قرآن کے جمع و تدوین کے بارے میں اپنی آراء قائم کرنے میں اسلامی ماخذ کو یا تو نظر انداز کیا یا انہیں ناقابلِ اعتماد قرار دیا۔ مثال کے طور پر نولدیکے اور آرتھر جیفری نے قرآن کی تاریخ پر بات کرتے ہوئے محدثین اور مفسرین کی روایات کو کم تر اہمیت دی۔[19] حالانکہ یہ روایات ابتدائی صدیوں میں مرتب کی گئی اور سند و تحقیق کے اعتبار سے مضبوط ہیں۔

### 2۔ جزوی شواہد پر عمومی نتائج

مستشرقین نے بعض نادر اختلافات کو بنیاد بنا کر یہ دعویٰ کیا کہ قرآن کا متن غیر محفوظ ہے۔ آرتھر جیفری نے چند جزوی نسخوں کے فرق کو نمایاں کیا اور اس سے عمومی نتیجہ اخذ کر لیا۔[20] جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان اختلافات کی نوعیت رسم الخط اور ہجائی علامات کی کمی بیشی سے متعلق تھی، نہ کہ متن یا معنی کی تبدیلی سے۔

### 3۔ تعصب اور پیش فہمی

جان برٹن اور ولیم موئیر جیسے محققین کے ہاں یہ رجحان نمایاں ہے کہ وہ قرآن کے بارے میں پہلے سے قائم مفروضات کے تحت دلائل لاتے ہیں۔[21] ان کے نزدیک قرآن محض ایک انسانی تحریر ہے، لہٰذا وہ ہر اس دلیل کو جو اس کے الہامی ہونے کی تائید کرے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ طرزِ فکر سائنسی تحقیق کے بنیادی اصول یعنی غیر جانب داری کے خلاف ہے۔

[19] - Theodor Nöldeke, Geschichte des Qorans, Göttingen, 1909, pp. 240–245.
[20] - Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qur'an, Leiden: Brill, 1937, pp. 7–12.
[21] - William Muir, The Life of Mahomet, London: Smith, Elder & Co., 1861, Vol. 1, pp. 20–21

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

## 4۔ جدید مخطوطاتی شواہد کی تردید

مستشرقین کے اعتراضات کی بڑی بنیاد یہ تھی کہ قدیم نسخے موجود نہیں ہیں۔ مگر حالیہ دہائیوں میں دریافت ہونے والے مخطوطات، جیسے برمنگھم اور صنعاء کے قرآن نسخے، نے اس دعوے کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ یہ مخطوطات پہلی صدی ہجری کے ہیں اور ان کا متن موجودہ قرآن سے مطابقت رکھتا ہے۔[22] اس سے ظاہر ہوا کہ قرآن کا متن ابتدا ہی سے مستحکم تھا۔

## 5۔ مسلم محققین کی تنقید

ڈاکٹر مصطفی الاعظمی، ڈاکٹر صبحي صالح، اور دیگر معاصر محققین نے مستشرقین کے اعتراضات پر تفصیلی تنقید کی ہے۔ الاعظمی نے واضح کیا کہ آرتھر جیفری نے جو فہرستیں مرتب کیں، وہ اصل نسخوں کی غلط فہمی یا ناقص نقل پر مبنی تھیں۔[23] اسی طرح ڈاکٹر حمید اللہ نے استدلال کیا کہ اگر قرآن غیر محفوظ ہوتا تو امت مسلمہ میں صدیوں سے ایک ہی متن کی تلاوت ممکن نہ ہوتی۔[24]

ان تمام نکات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ استشراقی اعتراضات زیادہ تر مفروضات، تعصب یا جزوی مشاہدات پر مبنی ہیں، اور ان میں سائنسی تحقیق کا توازن نہیں پایا جاتا۔ اس کے برعکس قرآن کی تاریخی اور مخطوطاتی شہادتیں اس کے محفوظ ہونے پر قوی دلیل فراہم کرتی ہیں۔

استشراقی اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کی اکثریت علمی دیانت سے خالی اور یک طرفہ رویے کی عکاس ہے۔ مستشرقین نے قرآن کے متن اور مصاحفِ عثمانیہ کے حوالے سے جو اشکالات اٹھائے، وہ دراصل ان کے فکری پس منظر اور مذہبی تعصبات سے جڑے ہوئے تھے۔ وہ قرآن کو اسی زاویے سے دیکھتے ہیں جس زاویے سے وہ بائبل یا دیگر آسمانی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ چونکہ ان کتابوں میں واقعی متن کی تبدیلیاں اور مختلف نسخے موجود تھے، اس لیے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ قرآن کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہوگا۔

تاہم اس نقطۂ نظر کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ مستشرقین نے قرآن کی اپنی داخلی شہادتوں، مسلمانوں کے تاریخی و عملی تعامل اور قدیم ترین مخطوطات کو خاطر میں نہیں لایا۔ ان کا انحصار زیادہ تر ایسے متون اور روایات پر رہا جو یا تو ضعیف تھیں یا جزوی مشاہدات پر مبنی تھیں۔ مزید یہ کہ ان کا طریقۂ تحقیق ایک مخصوص تعصب پر مبنی تھا، جس کا مقصد قرآن کی الوہی حیثیت کو چیلنج کرنا تھا، نہ کہ غیر جانبدارانہ علمی مطالعہ۔

[22] - Alba Fedeli, “The Birmingham Qur’an Manuscript: Text and Studies,” Journal of Qur’anic Studies 17:1 (2015), pp. 76–79.

[23]۔ محمد مصطفی الاعظمی، تاریخ جمع القرآن، مکتبہ دارالسلام، ریاض، 2003ء، ص119۔

[24].Muhammad Hamidullah, Introduction to the History of the Text of the Qur’an, Paris: Mouton, 1973, p. 68.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

تنقیدی جائزے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین نے بعض اوقات ضمنی اختلافات کو غیر معمولی اہمیت دے کر پیش کیا۔ مثلاً رسم الخط یا نقطوں کی کمی بیشی کو انہوں نے "متن کی تبدیلی" قرار دیا، حالانکہ یہ فرق اُس زمانے کے کتابتی اسلوب سے جڑا ہوا تھا اور متن کی معنوی یکسانیت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔

مزید برآں، جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مستشرقین کے کئی اعتراضات محض قیاس آرائی تھے۔ برمنگھم قرآن کے اوراق یا صنعاء کے مخطوطات کی دریافت نے اس حقیقت کو مزید واضح کر دیا کہ قرآن کا متن اپنے اولین دور سے آج تک ایک ہی ہے۔ اس سے مستشرقین کے وہ تمام دعوے بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں جو قرآن کی متن کی غیر یقینی حیثیت پر مبنی تھے۔

یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ استشراقی اعتراضات علمی اعتبار سے کمزور اور غیر مستند ہیں، اور ان کا جواب محققین اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔

## معاصر دور میں استشراقی اعتراضات کی معنویت

استشراقی تحقیقات نے اگرچہ قرآنِ مجید اور مصاحفِ عثمانیہ پر کئی اعتراضات اٹھائے، لیکن عصرِ حاضر میں ان اعتراضات کی معنویت کا تجزیہ ایک نئے زاویے سے کیا جانا ضروری ہے۔ جدید علمی ماحول میں کئی پہلو سامنے آتے ہیں:

### 1۔ علمی دنیا پر اثرات

مستشرقین کی تحریروں نے مغربی جامعات میں اسلامی علوم کی تدریس پر نمایاں اثر ڈالا۔ ان کے اعتراضات اب بھی بعض نصابوں کا حصہ ہیں۔ تاہم معاصر دور میں مسلم اسکالرز نے ان اعتراضات کے سائنسی و تحقیقی جواب دیے ہیں، جس کے نتیجے میں طلبہ اور محققین کے سامنے متوازن نقطۂ نظر پیش ہوا ہے۔[25]

### 2۔ مکالمے کا دروازہ

بعض جدید مستشرقین نے ماضی کے برعکس قدرے مثبت رویہ اپنایا ہے۔ اینجلکا نیوورتھ (Angelika Neuwirth) اور نیکولائی سنائی (Nicolai Sinai) جیسے محققین قرآن کو محض "انسانی متن" قرار دینے کے بجائے اس کی ادبی اور تاریخی اہمیت پر زور دیتے ہیں[26]۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ استشراقی مطالعہ وقت کے ساتھ ساتھ ارتقا پذیر ہے۔

[25] .Walid A. Saleh, "The Study of the Qur'an in the Western Academy," The Muslim World 100:1 (2010), pp. 68–85.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

### 3۔ مسلم دنیا میں علمی بیداری

استشراقی اعتراضات نے مسلم اہلِ علم کو اس امر پر مجبور کیا کہ وہ قرآن کے تاریخی پہلوؤں پر مزید تحقیق کریں۔ اس کے نتیجے میں متعدد نئے علمی ادارے اور تحقیقی مراکز وجود میں آئے، جنہوں نے قرآنی مخطوطات اور علومِ قرآن پر معیاری کام کیا۔[27]

### 4۔ میڈیا اور اسلاموفوبیا

معاصر دور میں مستشرقین کے بعض پرانے اعتراضات کو اسلام مخالف میڈیا نے اسلاموفوبیا کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا۔ قرآن پر تنقید کے بہانے اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ تاہم مسلم اسکالرز نے اکیڈمک سطح پر اور پبلک ڈسکورس میں ان بیانیوں کا توڑ پیش کیا۔[28]

### 5۔ مستقبل کی معنویت

آج کے علمی ماحول میں مستشرقین کے اعتراضات ایک ایسے "چیلنج" کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے جواب کے ذریعے مسلم اہلِ علم اپنی تحقیق کو مزید مستحکم اور معیاری بنا سکتے ہیں۔ یہ اعتراضات اب محض منفی پروپیگنڈا نہیں بلکہ علمی ارتقا کے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔[29]

معاصر دور میں استشراقی اعتراضات کی معنویت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے پس منظر اور اثرات کا گہرا جائزہ لیا جائے۔ ماضی کے مقابلے میں آج یہ اعتراضات زیادہ تر علمی مباحث سے نکل کر میڈیا، اکیڈمیا اور سوشیل ڈسکورس میں منتقل ہو چکے ہیں۔ مستشرقین کی پرانی تحقیقات کو بعض مغربی جامعات اب بھی نصاب کا حصہ بناتی ہیں، جس کی وجہ سے نئی نسل کے ذہنوں میں قرآن اور اس کے تاریخی پس منظر کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معاصر دور کے اعتراضات براہِ راست قرآن کے متن پر کم اور زیادہ تر اس کی تعبیرات اور اس کے اثرات پر مرکوز ہیں۔ مثال کے طور پر، بعض ناقدین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کے احکام جدید دنیا کے ساتھ ہم آہنگ نہیں، یا پھر یہ کہ اس کی مختلف قراءتیں ایک "یکساں متن" کے تصور کو متزلزل کر دیتی ہیں۔ اگرچہ یہ اعتراضات پرانے استشراقی بیانیے کی نئی صورتیں ہیں، مگر جدید ابلاغی ذرائع اور اکیڈمک پلیٹ فارمز پر انہیں زیادہ شدت سے پیش کیا جاتا ہے۔

[26].Angelika Neuwirth, The Qur'an and Late Antiquity, Oxford University Press, 2019, pp. 12–15

[27] محمد طاہر القادری، علوم القرآن کا انسائیکلوپیڈیا، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2009ء، ص 55۔

[28].Elizabeth Poole, Reporting Islam: Media Representations of British Muslims, I.B. Tauris, 2002, pp. 92–94

[29]۔ مصطفیٰ سبعی، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، دار السلام، قاہرہ، 1998ء، ص 44۔

مزید یہ کہ اسلاموفوبیا کی بڑھتی ہوئی فضا نے ان اعتراضات کو ایک عملی جہت بھی دے دی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بعض ادارے استشراقی اعتراضات کو اپنی سیاسی اور ثقافتی پالیسیوں کے جواز کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرآن اور اسلامی تاریخ کو "متنازعہ" بنا کر پیش کرنا دراصل مسلمانوں کی مذہبی شناخت کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔

تاہم اس سب کے باوجود، معاصر دور میں یہ اعتراضات علمی سطح پر اپنی قوت کھو چکے ہیں۔ جدید آرکیالوجی، مخطوطات کی دریافت، اور اسلامی علوم پر ہونے والی تازہ ترین تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قرآن اپنے متن اور پیغام دونوں کے اعتبار سے محفوظ ہے۔ نتیجتاً، استشراقی اعتراضات اب محض فکری یا سیاسی ایجنڈے کے طور پر باقی رہ گئے ہیں، نہ کہ سنجیدہ علمی سوالات کے طور پر۔

## نتائج و سفارشات

مصاحفِ عثمانیہ اور مستشرقین کے اعتراضات پر کیے گئے اس تحقیقی و تنقیدی مطالعہ سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

## نتائج

1. **اعتراضات کی بنیاد تعصب پر**

اکثر مستشرقین نے مصاحفِ عثمانیہ کے بارے میں اپنے اعتراضات کو خالص علمی بنیاد کے بجائے مذہبی یا تہذیبی تعصب کی روشنی میں پیش کیا۔ ان کے مقدمات پہلے سے قائم مفروضات پر مبنی تھے۔[30]

2. **قرآنی متن کی حفاظت مسلمہ حقیقت**

تاریخی و مخطوطاتی شہادتیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ قرآن مجید کا متن ابتدا ہی سے محفوظ چلا آ رہا ہے۔ برمنگھم اور صنعاء کے مخطوطات اس حقیقت کو مزید تقویت دیتے ہیں۔[31]

3. **جزوی شواہد کا غلط استعمال**

مستشرقین نے قاری یا رسم الخط کے جزوی اختلافات کو متن کے بگاڑ کے ثبوت کے طور پر پیش کیا، حالانکہ یہ اختلافات محض کتابت اور تلفظ سے متعلق تھے، نہ کہ وحی الٰہی کے اصل متن سے۔[32]

---

[30] ۔ مصطفیٰ سباعی، السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی، دار السلام، قاہرہ، 1998ء، ص 44۔

[31] - Alba Fedeli, "The Birmingham Qur'an Manuscript: Text and Studies," Journal of Qur'anic Studies 17:1 (2015), pp. 76–79

[32] - Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qur'an, Leiden: Brill, 1937, pp. 7–12

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

4. **مسلم محققین کا مثبت کردار**

مصطفی الاعظمی، حمید اللہ اور صبحی صالح جیسے مسلم اسکالرز نے سائنسی بنیادوں پر استشراقی اعتراضات کا جواب دیا، جس سے واضح ہوا کہ قرآن کا متن تاریخی طور پر ناقابلِ تردید ہے۔[33]

5. **معاصر معنویت**

آج کے دور میں یہ اعتراضات صرف منفی پہلو نہیں رکھتے بلکہ علمی ارتقا کے مواقع بھی فراہم کے متن کی تاریخی صحت اور مصاحفِ عثمانیہ کی تدوین کا عمل مضبوط بنیادوں پر قائم تھا اور آج بھی غیر متزلزل ہے۔

تحقیق یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات ایک پہلو سے مثبت بھی ثابت ہوئے، کیونکہ ان کے ذریعے مسلم محققین کو اپنے علمی ورثے پر مزید گہری تحقیق اور تفصیلی مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مخطوطات، علومِ قرآن، اور تاریخِ تدوینِ قرآن کے میدان میں اہم اور قیمتی تحقیقات سامنے آئیں، جنہوں نے اسلامی علمی روایت کو مزید تقویت بخشی۔

ایک اور اہم نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ معاصر دنیا میں استشراقی اعتراضات زیادہ تر اکیڈمک حلقوں میں کمزور پڑ چکے ہیں، مگر عوامی اور سیاسی سطح پر ان کی بازگشت اب بھی موجود ہے۔ یہ صورتِ حال مسلم دنیا کے لیے اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ علمی تحقیق اور میڈیا دونوں سطحوں پر قرآن کے بارے میں مثبت بیانیہ مضبوط کرے۔

## سفارشات

1. **تحقیقی مراکز کا قیام**

جامعات اور دینی اداروں میں ایسے تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو مستشرقین کے اعتراضات کا منظم جواب فراہم کریں اور نئی نسل کو علمی سطح پر اس کے لیے تیار کریں۔

2. **مخطوطاتی تحقیق کو فروغ**

قدیم قرآنی نسخوں پر مزید بین الاقوامی سطح پر تحقیق کی جائے تاکہ قرآن کے محفوظ ہونے کی شہادتیں مزید اجاگر ہوں۔

3. **بین الاقوامی مکالمہ**

مستشرقین کے ساتھ مکالمہ اور علمی گفتگو کو فروغ دیا جائے تاکہ مغرب میں قرآن کے بارے میں تعصبات کم ہوں اور مثبت پہلو نمایاں ہوں۔

[33] ۔ محمد مصطفی الاعظمی، تاریخ جمع القرآن، مکتبہ دار السلام، ریاض، 2003ء، ص119۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

4. **نصاب میں شمولیت**

اسلامی جامعات کے نصاب میں استشراقی اعتراضات اور ان کے جوابات پر تفصیلی کورسز شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ علمی و تحقیقی سطح پر تیار ہوں۔

5. **عالمی میڈیا پر نمائندگی**

مسلم محققین کو چاہیے کہ وہ میڈیا اور جدید پلیٹ فارمز پر بھی قرآن کے بارے میں مثبت علمی بیانیہ پیش کریں تاکہ اسلاموفوبیا کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اس تحقیق کی روشنی میں چند سفارشات سامنے آتی ہیں جو نہ صرف علمی حلقوں بلکہ مسلم معاشروں کے لیے بھی رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔

سب سے پہلی سفارش یہ ہے کہ اسلامی جامعات اور تحقیقی اداروں میں علومِ قرآن اور استشراقی افکار پر مستقل تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں۔ یہ مراکز مستشرقین کے اعتراضات کا منظم جائزہ لیں اور ان کے مدلل جوابات جدید علمی زبان میں فراہم کریں۔

دوسری سفارش یہ ہے کہ نوجوان محققین کو عربی کے ساتھ ساتھ مغربی زبانوں (خصوصاً انگریزی اور فرانسیسی) میں تربیت دی جائے تاکہ وہ براہِ راست مستشرقین کے اصل متون سے واقف ہو سکیں اور ان کے اعتراضات کو صحیح تناظر میں سمجھ کر جواب دے سکیں۔

تیسری اہم سفارش یہ ہے کہ قرآن کریم کے محفوظ متن اور تاریخی تسلسل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کے لیے کتب، ڈاکیومنٹریز، اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا استعمال کیا جائے۔ اس طرح علمی نتائج صرف محققین تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ عام مسلمانوں تک بھی پہنچ سکیں گے۔

اس کے علاوہ، بین الاقوامی سطح پر مسلم اور غیر مسلم محققین کے درمیان مکالمہ اور علمی تعاون کو فروغ دینا چاہیے تاکہ قرآن کے بارے میں پھیلنے والی غلط فہمیاں کم ہوں اور تحقیقی میدان میں توازن قائم ہو۔

یوں یہ سفارشات مستقبل میں نہ صرف استشراقی اعتراضات کے علمی جواب دینے میں مددگار ثابت ہوں گی بلکہ قرآن کریم کے بارے میں ایک مثبت اور تعمیری عالمی بیانیہ قائم کرنے میں بھی اہم کردار ادا کریں گی۔

## خاتمہ

1. اس تحقیقی مطالعے کا مرکزی نکتہ یہ رہا کہ مستشرقین نے مصاحفِ عثمانیہ اور قرآن کریم کے متن پر جو اعتراضات اٹھائے، وہ بظاہر علمی دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت ان کی جڑیں مخصوص فکری اور تہذیبی رجحانات میں پیوست ہیں۔ ان اعتراضات کے پیچھے صرف علمی تجسس نہیں بلکہ بعض

اوقات سیاسی و مذہبی مقاصد بھی کارفرما رہے ہیں۔تاہم اس بات کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ ان اعتراضات نے اسلامی دنیا کو اپنی علمی روایت پر ازسرنو غور کرنے کا موقع فراہم کیااور مسلم محققین کو علمی سطح پر مزید تحقیق کی طرف راغب کیا۔

2. یہ حقیقت واضح ہے کہ قرآن کریم کا نزول، اس کی تدوین اور مصاحفِ عثمانیہ کی تیاری ایک ایسا عمل تھا جس کی بنیادیں انتہائی مضبوط اور شفاف تھیں۔تاریخی شواہد، تواترِ نقل اور امتِ مسلمہ کا اجتماعی اجماع اس امر کی ضمانت فراہم کرتے ہیں کہ قرآن کا متن اپنے نزول سے لے کر آج تک بلا کسی تبدیلی کے محفوظ رہا ہے۔ مستشرقین کی جانب سے پیش کیے گئے اعتراضات اگرچہ علمی دنیا میں کچھ حد تک پذیرائی حاصل کر گئے، لیکن جدید تحقیقات، مخطوطات کی دریافتوں اور اسلامی علوم کی روشنی میں ان کا وزن کمزور پڑ گیا ہے۔

3. معاصر دور میں ان اعتراضات کی معنویت کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ اب یہ زیادہ تر علمی مکالمے سے زیادہ سیاسی اور ابلاغی حربے کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے ساتھ مستشرقین کے پرانے اعتراضات کو میڈیا اور بعض اکیڈمک اداروں میں نئے سانچوں میں ڈھال کر پیش کیا جاتا ہے، تاکہ مسلمانوں کی مذہبی شناخت پر سوالات کھڑے کیے جا سکیں۔تاہم اس کا مثبت پہلو یہ ہے کہ مسلمان محققین کے سامنے اپنے علمی ورثے کو جدید تقاضوں کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موقع موجود ہے۔

4. نتائج کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم اپنے متن، پیغام اور اثرات کے لحاظ سے آج بھی اتنا ہی مستحکم ہے جتنا کہ نزول کے وقت تھا۔اس کی حفاظت محض ایک تاریخی دعویٰ نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے جسے دنیا بھر میں لاکھوں حفاظ، کتبِ تاریخ، اور قدیم وجدید مخطوطات گواہی دیتے ہیں۔ مستشرقین کے اعتراضات اگرچہ علمی دنیا میں چیلنج کے طور پر سامنے آئے، لیکن ان کے رد میں کی جانے والی تحقیقات نے نہ صرف اسلامی علمی روایت کو مضبوط کیا بلکہ قرآن کے فہم اور اس کی تدوین پر مزید گہری روشنی بھی ڈالی۔

5. سفارشات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مستقبل میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نہ صرف دفاعی انداز میں ان اعتراضات کا جواب دیں بلکہ ایک مثبت اور تعمیری بیانیہ تشکیل دیں۔ تحقیق، مکالمہ، اور جدید وسائل کا استعمال وہ راستے ہیں جن کے ذریعے قرآن کریم کے متعلق پھیلائی گئی غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مسلم محققین کو چاہیے کہ وہ مغربی علمی دنیا سے رابطہ رکھ کر قرآن کی حقیقی تصویر پیش کریں تاکہ عالمی سطح پر ایک متوازن علمی ماحول قائم ہو سکے۔

6. آخر میں، اس تحقیق کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ مستشرقین کے اعتراضات وقتی یا جزوی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ قرآن کی حقانیت اور اس کا محفوظ متن ایک لازوال حقیقت ہے۔ یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کا مرکز ہے بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت اور روشنی کا سرچشمہ ہے۔اس کے پیغام کو سمجھنا اور دنیا تک مؤثر انداز میں پہنچانا ہی ہماری اصل ذمہ داری ہے۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
September 17, 2025

## مراجع:


1. السیوطي، جلال الدین۔ الاتقان في علوم القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1996ء۔
2. شبلی نعمانی، علم الکلام، لاہور: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، 1983ء۔
3. سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، کراچی: نفیس اکیڈمی، 1998ء۔
4. القادری، محمد طاہر۔ علوم القرآن کا انسائیکلوپیڈیا۔ لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، 2009۔
5. منظور احمد شیخ، پاکستان میں قرآنِ کریم کی بطور نصاب تدریس: تجزیاتی و تنقیدی جائزہ، پی ایچ ڈی مقالہ، یونیورسٹی آف لاہور، 2018ء۔
6. غلام مصطفیٰ اعوان، قرآن مجید کا تعارف اور مستشرقین کے اعتراضات، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2005ء۔
7. الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، قاہرہ: مکتبہ دار التراث، 1995ء۔
8. صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن، بیروت: دار العلم للملایین، 1981ء۔
9. مصطفیٰ الاعظمی، تاریخ تدوین القرآن، ریاض: مکتبہ المعارف، 2003ء۔
10. محمد طاہر بن عاشور، التحریر والتنویر، تونس: دار سحنون، 1984ء۔
11. قُدوری الحامد، غانم، رسم المصحف: دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ، بغداد: دار السلام، 2001ء۔
12. Nöldeke, Theodor. History of the Qur’an. Leiden: Brill, 2003.
13. Jeffery, Arthur. Materials for the History of the Text of the Qur’an. Leiden: Brill, 1937.
14. Muir, William. The Life of Mahomet. London: Smith, Elder & Co., 1861.
15. Azami, M. M. The History of the Qur’anic Text from Revelation to Compilation: A Comparative Study with the Old and New Testaments. Leicester: UK Islamic Academy, 2003.
16. Hamidullah, Muhammad. Introduction to the Preservation of the Holy Qur’an. Paris: Centre Culturel Islamique, 1980.
17. Burton, John. The Collection of the Qur’an. Cambridge: Cambridge University Press, 1977.
18. Dutton, Yasin. The Origins of Islamic Law: The Qur’an, the Muwatta’ and Madinan Amal. London: Routledge, 1999.
19. Birmingham Qur’an Manuscript, Mingana Collection, Cadbury Research Library, University of Birmingham. (Radiocarbon analysis report, 2015).
20. Topkapi Qur’an Manuscript (H.S. 32), Topkapi Palace Museum, Istanbul.